مولانا محمد صادق سیالکوٹی

مرسلہ: حسین احمد قریشی (بھوئی گاڑ)

ماں کا رتبہ اسلام کی نظر میں

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ ایک شخص نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا۔ اے اللہ کے رسول ﷺ! میرے نیک سلوک اور حسن معاملت کا سب سے زیادہ حق دار کون ہے؟ حضور انور ﷺ نے فرمایا تمہاری والدہ۔

اس نے پھر پوچھا۔ حضور اس کے بعد پھر کون زیادہ مستحق ہے؟ رحمت عالم ﷺ نے فرمایا تمہاری والدہ۔

اس نے تیسری بار دریافت کیا۔ حضور! پھر کون؟ سرور کائنات ﷺ نے جواب دیا تمہاری والدہ۔

چوتھی بار اس نے عرض کیا حضور! والدہ کے بعد پھر کون زیادہ مستحق ہے؟ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ پھر تمہارا والد۔ (بخاری شریف)

اس فرمان نبوی ﷺ سے ثابت ہوا کہ والدہ کے ساتھ نیک سلوک کرنے کا درجہ بہت بلند ہے۔ والد کے ساتھ نیکی کرنا چوتھے درجہ پر رکھا گیا ہے۔ گویا والدہ بہ مقابلہ والد کے تین گنا زیادہ احسان کی حق دار ہے۔ البتہ والدہ کی یہ حیثیت حسن سلوک کے لحاظ سے ہے۔ اطاعت اور فرمانبرداری میں باپ کو برتری حاصل ہے۔

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ جنت تمہاری ماؤں کے قدموں میں ہے۔ (کنز العمال)

مطلب یہ ہے کہ ماں کی خدمت اور اس سے نیک سلوک کرنے پر اللہ تعالیٰ ضرور اپنے فضل سے جنت دے گا۔

حضرت اسماء رضی اللہ تعالیٰ عنہ بنت حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان فرماتی ہیں کہ ایک دفعہ میری والدہ رسول اللہ ﷺ کے زمانہ پاک میں میرے پاس آئیں اور ہنوز وہ مشرکہ تھیں۔ میں نے رسول اللہ ﷺ سے دریافت کیا۔ حضور! میری والدہ محبت کے جذبات کے تحت میرے پاس آئی ہیں۔ کیا میں صلہ رحمی کی صورت میں ان سے نیک سلوک کر سکتی ہوں۔ (جب کہ وہ مشرکہ ہیں) رحمت دو عالم ﷺ نے فرمایا۔ ہاں اپنی والدہ سے ضرور نیک برتاؤ سے پیش آؤ۔ (بخاری شریف)

حضرت مغیرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"لوگو! اللہ تعالیٰ نے ماؤں کی نافرمانی کرنا اور ان کی حق تلفی کرنا تم پر حرام کر دیا ہے کہ تم اپنی ذمہ

داریوں کی ادائیگی سے پہلو تہی کرو اور ساتھ ہی ناجائز مطالبات کرو۔ (صحیح مسلم)

ہزاروں سال بعد:

حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:
"عنقریب تم اس ملک (مصر) کو فتح کرو گے۔ جہاں پیمانہ قیراط مروج ہے۔ اس ملک کے لوگوں سے ضرور نیک سلوک کرنا۔ کیونکہ ان لوگوں کا ہم پر ایک حق ہے۔ جس کی وجہ سے ان کی صلہ رحمی ہم پر واجب ہے (صحیح مسلم)

اس حدیث شریف میں رسول اللہ ﷺ نے ہزاروں سال پہلے کے والدہ کے رشتہ کو یاد دلایا۔ وہ رشتہ یہ ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی بیوی حضرت ہاجرہ علیہا مصر کی رہنے والی تھیں اور تمام عرب (اور خود حضور انور ﷺ) حضرت ہاجرہ کے فرزند حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کی اولاد ہیں اس لئے رسول اللہ ﷺ نے صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ارشاد فرمایا کہ ملک مصر فتح کرنے کے بعد اہل مصر سے حسن سلوک سے پیش آنا، اپنی والدہ حضرت ہاجرہ علیہا السلام کی صلہ رحمی کا حق ادا کرنا۔

حضرت ابو طفیل رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں میں نے دیکھا کہ رسول اللہ ﷺ (ایک دفعہ) مقام جعرانہ پر گوشت تقسیم کر رہے تھے۔ میں ان دنوں نوجوان تھا اور اونٹ کے گوشت کا ایک ٹکڑا لئے جا رہا تھا کہ ایک عورت وہاں آئی۔ رسول اللہ ﷺ نے اسے دیکھتے ہی اس کے پاس بیٹھنے کے لئے اپنی چادر بچھا دی۔ میں نے (لوگوں سے) پوچھا۔ یہ خاتون کون ہیں۔ جن کا حضور انور ﷺ نے اتنا اعزاز و اکرام کیا ہے۔ کسی نے بتایا (تم انہیں نہیں جانتے) کہ یہ رسول اللہ ﷺ کی رضاعی والدہ ہیں۔ جنہوں نے حضور ﷺ کو بچپن میں دودھ پلایا تھا۔ (ادب المفرد)

والدہ کی طرف سے حج:

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ قبلہ جہنیہ کی ایک عورت نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا۔ حضور میری والدہ نے نذر مانی تھی کہ وہ حج کریں گی لیکن وہ بغیر حج کے فوت ہو گئی ہیں۔ آپ فرمائیں کیا میں (اپنی مرحومہ) والدہ کی طرف سے نذر مانا ہوا حج کر سکتی ہوں؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہاں، اپنی والدہ کی طرف سے ضرور حج کرو۔ کیا تمہاری والدہ نے قرض دینا ہوتا تو تم ادا نہ کرتیں؟ (حضور ضرور کرتی) پھر اللہ کا قرض (نذر) کی ادائیگی کا زیادہ حق ہے۔ (بخاری شریف)

اس حدیث شریف سے جہاں والدین کے قرضوں کی ادائیگی کا حکم نکلتا ہے وہاں یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ نذر دوسری عبادتوں کی طرح مالی عبادت ہے جو صرف اللہ ہی کا حق ہے۔ پھر جو کوئی غیر اللہ کی نذر نیاز مانتا ہے اور عبادت میں غیر اللہ کو شریک کرتا ہے۔ کتب فقہ میں غیر اللہ کی نذر ماننی حرام ہے۔

(بقیہ ص ۴۰ پر دیکھیں)